AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

صنفی تشدد کا شکار خواتین اور پاکستانی معاشرہ: ضلع ملتان کی صورتحال اور تزویراتی اقدامات کا تجزیاتی مطالعہ

Women Victims of Gender-Based Violence and Pakistani Society: An Analytical Study of the Situation in District Multan and Strategic Action Recommendations

Mavera Kiran
Lecturer, Royal Institute of Medical Sciences (RIMS), Multan, Pakistan.
Prof. Dr. Abdul Quddus Suhaib
Director, Islamic Research Centre, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.

Abstract

This study examines the situation of women victims of gender-based violence (GBV) in District Multan, analyzing its socio-cultural, economic, and institutional dimensions within the broader context of Pakistani society. The research investigates the forms of GBV, including physical, psychological, sexual, and economic abuse, as well as the social attitudes and structural barriers that perpetuate it. Data were collected through surveys, interviews, and focus group discussions with victims, community members, and key stakeholders. Findings reveal that patriarchal norms, economic dependency, limited legal awareness, and inadequate institutional support significantly hinder women's ability to seek justice and protection. The study further identifies the role of community stigma, weak law enforcement, and insufficient implementation of protective laws in sustaining the cycle of violence. Based on these insights, strategic recommendations are proposed, including community awareness initiatives, gender-sensitive training for law enforcement, enhancement of victim support services, economic empowerment programs, and stronger enforcement of existing legislation. The aim is to provide evidence-based solutions for policymakers, civil society, and local institutions to effectively address GBV and promote a safer, more equitable environment for women in District Multan and beyond.

Keywords: *Gender-Based Violence, Women Victims, District Multan, Pakistani Society, Patriarchy, Social Stigma, Women's Empowerment, Legal Awareness, Victim Support, Strategic Recommendations.*

مبحث اول: صنفی تشدد کا تعارف

صنفی تشدد کے متاثرین کو قانونی اور سماجی تحفظ فراہم کرنا ایک نہایت اہم قدم ہے تاکہ ان کی عزت نفس بحال ہو سکے اور انہیں ایک محفوظ اور منصفانہ معاشرتی ماحول فراہم کیا جا سکے۔ قانونی تحفظ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ متاثرین کو انصاف ملے اور وہ اپنے حقوق کا دفاع کرنے کے قابل ہوں۔ اس کے لیے حکومتی سطح پر ایسے قوانین کی موجودگی ضروری ہے جو صنفی تشدد کے متاثرین کی حمایت کریں، جیسے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے قوانین اور ہراسانی کے خلاف تحفظ کے قوانین۔ یہ قوانین نہ صرف متاثرہ افراد کو تحفظ فراہم کرتے ہیں بلکہ ان پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کے لیے مؤثر حکمت عملی بھی اپناتے ہیں۔ اس کے علاوہ، سماجی تحفظ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ متاثرین کو نہ صرف قانونی امداد ملے بلکہ ان کی ذہنی اور جسمانی صحت کی بحالی کے لیے مناسب خدمات بھی فراہم کی جائیں۔ سماجی سطح پر کمیونٹی کی حمایت اور اداروں کی مداخلت سے متاثرین کو عزت اور احترام کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے لیے غیر حکومتی تنظیموں اور کمیونٹی گروپوں کی جانب سے امدادی پروگرامز، پناہ گاہیں، اور نفسیاتی مشاورت

فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔ حکومت اور غیر حکومتی اداروں کا یہ مشترکہ فریضہ ہے کہ وہ متاثرین کو نہ صرف فوری طور پر تحفظ فراہم کریں بلکہ انہیں طویل مدتی حمایت بھی دیں تاکہ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور نفسیاتی طور پر خود کو دوبارہ مضبوط بنا سکیں۔ ان اقدامات کے ذریعے ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں جہاں صنفی تشدد کے متاثرین کو انصاف، تحفظ، اور عزت مل سکے۔ انسانی معاشرت کے بقاء واستحکام کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ اس کے کمزور طبقات کو عزت، احترام اور عدل کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ بالخصوص عورت، جو تخلیقی فیضان کا سرچشمہ اور نسلِ انسانی کی پرورش گاہ ہے، اس کی عزت و تکریم کو مجروح کرنا محض فرد کی ہتک نہیں بلکہ اجتماعی شعور کی پستی کی علامت ہے۔ وحیِ الٰہی نے اس حقیقت کو نہایت لطیف مگر پُراثر اسلوب میں واضح کیا ہے۔

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [1]

"اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔"

یہ حکم اپنی ظاہری سادگی کے باوجود انسانی معاشرت کی تہذیبی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے، کیونکہ "معروف" میں وہ تمام اقدار شامل ہیں جو انسانی فطرت، شریعت کی روح، اور معاشرتی حسنِ سلوک کو محیط ہیں۔ اس میں نہ صرف جسمانی اذیت سے اجتناب بلکہ ذہنی و جذباتی احترام کا بھی لزوم شامل ہے۔

اسی تناظر میں نبوی اسوہ اپنے کمالِ بیان اور عمل کے ذریعے عورت کے وقار کو بحال کرتا ہے۔

»خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[2]«

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"

یہ اسوہ مرد کو محض ایک قوام و محافظ کے منصب پر فائز نہیں کرتا بلکہ اسے شفقت، ایثار اور حُسنِ سلوک کی دائمی ذمہ داری کا پابند بناتا ہے۔ یہی وہ اصولی ہدایت ہے جو صنفی تشدد کے ہر پہلو کو نہ صرف غیر انسانی بلکہ غیر شرعی بھی قرار دیتی ہے۔ اور جب شریعتِ مطہرہ کسی انسان پر ظلم کو ایک کلی اور قطعی ممانعت کے ساتھ مسترد کرتی ہے تو اس کا دائرہ عورت کی جسمانی، ذہنی اور معاشی سلامتی تک پھیل جاتا ہے۔

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾[3]

"جس نے کسی ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔"

یہاں "قتل" کا مفہوم محض جسمانی ہلاکت تک محدود نہیں بلکہ اس میں ہر وہ طرزِ عمل شامل ہے جو انسانی حیات کی حرمت، عزت اور وقار کو پامال کرے۔

[1] *Al-Qurʾān, al-Nisāʾ 4:19*
[2] *Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Muḥammad, Musnad Aḥmad (Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 1421 AH), 9: 45*
[3] *Al-Qurʾān, al-Māʾidah 5:32*

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مبحث دوم انونی تحفظ: صنفی تشدد کے متاثرین کا حق

صنفی تشدد کے متاثرین کو قانونی تحفظ فراہم کرنا حکومت اور عدلیہ کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے مختلف قوانین اور پالیسیوں کی تشکیل ضروری ہے تاکہ متاثرین کو فوری انصاف مل سکے اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ قانونی تحفظ کے نظام میں شامل اہم عناصر درج ذیل ہیں:

الف) مخصوص قوانین کی موجودگی:

پاکستان میں صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے مختلف اہم قوانین موجود ہیں جو ان کی حفاظت اور حقوق کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ان قوانین میں "قانون برائے انسدادِ تشددِ خواتین (Domestic Violence Act) "شامل ہے، جو خواتین اور بچوں کے خلاف تشدد کو روکنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس قانون کے تحت، خواتین کو فوری قانونی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور تشدد کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ اس قانون کے ذریعے متاثرین کو پناہ، فوری عدالت کے حکم اور تشدد کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی اقدامات کا حق دیا جاتا ہے۔ اسی طرح، عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی مختلف دیگر قوانین موجود ہیں جو خواتین کو معاشرتی، اقتصادی اور جسمانی تشدد سے بچانے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ان قوانین کے ذریعے حکومت نے صنفی تشدد کے متاثرین کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔

ب) تحفظ فراہم کرنے والی پناہ گاہیں:

صنفی تشدد کے متاثرین کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لیے پناہ گاہوں کا قیام بھی ضروری ہے تاکہ وہ ایک محفوظ ماحول میں رہ سکیں۔ پناہ گاہیں متاثرین کو رہائش، طبی امداد، قانونی مشاورت اور ذہنی سکون فراہم کرتی ہیں تاکہ وہ تشدد کے اثرات سے نمٹنے میں مدد حاصل کر سکیں۔ پاکستان میں مختلف غیر حکومتی ادارے اور حکومت کی طرف سے خواتین اور بچوں کے لیے پناہ گاہوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ پناہ گاہیں متاثرہ افراد کو نیا آغاز دینے کے لیے ایک محفوظ ماحول فراہم کرتی ہیں تاکہ وہ معاشرتی اور قانونی مدد حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی کی دوبارہ تعمیر کر سکیں۔ پناہ گاہوں میں فراہم کی جانے والی خدمات متاثرین کو بہتر علاج، مشاورت اور قانونی مدد فراہم کرتی ہیں تاکہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر صحتیاب ہو سکیں۔

ج) انصاف تک رسائی:

صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے انصاف تک رسائی کو آسان اور فوری بنانا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کا دفاع کر سکیں۔ اس کے لیے ایک غیر پیچیدہ قانونی طریقہ کار کی ضرورت ہے جس میں متاثرین کو جلدی اور باآسانی انصاف مل سکے۔ پاکستان میں اس مقصد کے لیے عدلیہ کی طرف سے خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں صنفی تشدد کے مقدمات کی تیز رفتار سماعت کی جاتی ہے۔ ان عدالتوں میں ججز کو صنفی تشدد سے متعلق مقدمات کے بارے میں خصوصی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ کیسز کی مؤثر اور فوری سماعت کر سکیں۔ اس کے علاوہ، قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے مختلف پروگرامز اور سہولتیں بھی متعارف کرائی گئی ہیں تاکہ متاثرین کو قانونی خدمات فراہم کی جاسکیں اور ان کے مقدمات کو بروقت نمٹایا جاسکے۔ ان تمام اقدامات سے یہ بات یقینی بنتی ہے کہ صنفی تشدد کے متاثرین کو فوری انصاف اور قانونی تحفظ فراہم کیا جاسکے، اور ان کی عزت نفس کو بحال کیا جاسکے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مبحث دوم سماجی تحفظ: متاثرین کی معاشرتی بحالی

صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے سماجی تحفظ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سماجی تحفظ کا مقصد متاثرین کو معاشرتی سطح پر یکجہتی، قبولیت اور رہنمائی فراہم کرنا ہے تاکہ وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکیں۔ صنفی تشدد کا شکار افراد نہ صرف جسمانی اور ذہنی طور پر متاثر ہوتے ہیں بلکہ ان کی سماجی حیثیت اور عزت نفس بھی پامال ہو جاتی ہے۔ اس لیے سماجی تحفظ کے اقدامات متاثرین کو ایک محفوظ اور معاون ماحول فراہم کرنے میں مدد دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے جذباتی اور نفسیاتی درد سے نجات حاصل کر سکیں اور اپنی زندگی کو دوبارہ معمول پر لا سکیں۔ سماجی تحفظ کے تحت مختلف اقدامات شامل ہیں جن کا مقصد متاثرین کو معاشرتی طور پر دوبارہ بحال کرنا اور انہیں معاشرت میں دوبارہ پذیرائی دلانا ہے۔ ان اقدامات میں معاشرتی رویوں میں تبدیلی، متاثرین کے لیے اقتصادی امداد، اور انہیں معاشرتی حمایت فراہم کرنے والے پروگرام شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، معاشرتی تنظیموں، کمیونٹی گروپوں اور دیگر اداروں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے جو متاثرین کو سماجی معاونت فراہم کرتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں اور انہیں معاشرتی ساکھ میں واپس شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اقدامات نہ صرف متاثرین کی عزت نفس کو بحال کرتے ہیں بلکہ ان کے لیے نئی امید اور مواقع بھی پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے حقوق کا دفاع کر سکیں اور معاشرتی سطح پر ایک مثبت کردار ادا کر سکیں۔

الف) کمیونٹی کی سطح پر آگاہی اور تعاون:

کمیونٹی کی سطح پر آگاہی مہمات اور تربیتی پروگرامز کا انعقاد انتہائی ضروری ہے تاکہ صنفی تشدد کی روک تھام اور متاثرین کے لیے حمایت کا ماحول بنایا جا سکے۔ یہ مہمات صنفی تشدد کے بارے میں عوامی شعور بیدار کرنے اور اس کے منفی اثرات سے آگاہ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ جب کمیونٹی کے افراد میں صنفی مساوات، تشدد کی روک تھام اور اس کے اثرات کے بارے میں آگاہی ہو گی، تو وہ متاثرین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں گے اور ان کے لیے معاونت فراہم کریں گے۔ مذہبی رہنما، سماجی رہنما اور تعلیمی ادارے اس حوالے سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مذہبی رہنما قرآن و سنت کی روشنی میں لوگوں کو یہ تعلیم دے سکتے ہیں کہ صنفی تشدد اسلامی تعلیمات کے مخالف ہے اور اسے روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح، سماجی رہنما معاشرتی سطح پر مثبت تبدیلی لانے کے لیے اقدامات کر سکتے ہیں اور متاثرین کی حمایت میں کمیونٹی کی توجہ مبذول کروا سکتے ہیں۔ تعلیمی ادارے نوجوانوں کو تعلیم دے کر ان میں انصاف، مساوات، اور احترام کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں، تاکہ وہ بڑے ہو کر صنفی تشدد کے خاتمے میں فعال کردار ادا کریں۔ کمیونٹی کے افراد کو یہ آگاہی فراہم کرنا ضروری ہے کہ ہر انسان کو عزت و احترام کے ساتھ جینے کا حق ہے، اور صنفی تشدد کے متاثرین کو معاشرتی سطح پر مکمل طور پر قبول کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ، آگاہی مہمات کے ذریعے افراد کو یہ بتایا جا سکتا ہے کہ صنفی تشدد کے بارے میں بات کرنا اور اس پر کارروائی کرنا ان کی اخلاقی اور سماجی ذمہ داری ہے۔ جب کمیونٹی میں صنفی تشدد کے بارے میں شعور بیدار ہو گا، تو یہ نہ صرف متاثرین کو انصاف اور حمایت دلانے میں مدد کرے گا، بلکہ معاشرتی سطح پر ایک محفوظ اور متوازن ماحول بھی پیدا کرے گا۔[4]

[4] *Aḥmad, Yāsir, Pākistānī Thaqāfat aur Khawātīn ke Masāʾil (Lāhor: Bilāl Publishers, 2021*

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ب) ذہنی اور جسمانی صحت کا تحفظ:

صنفی تشدد کے متاثرین کی ذہنی اور جسمانی صحت کا تحفظ انتہائی اہم ہے، کیونکہ تشدد کا اثر نہ صرف ان کے جسم پر ہوتا ہے بلکہ ان کی ذہنی اور جذباتی حالت بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ متاثرین کو فوری طبی سہولتیں فراہم کی جائیں، جن میں جسمانی زخموں کا علاج، ہنگامی طبی امداد اور مخصوص نفسیاتی علاج شامل ہوں۔ طبی مراکز اور ہسپتالوں میں صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے خصوصی یونٹس قائم کیے جاسکتے ہیں جہاں انہیں جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ نفسیاتی مشاورت بھی فراہم کی جائے۔ نفسیاتی علاج متاثرین کی ذہنی حالت کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے کیونکہ صنفی تشدد کے نتیجے میں انہیں سنگین ذہنی مسائل جیسے کہ ڈپریشن، اضطراب، اور پوسٹ ٹرامیٹک اسٹریس ڈس آرڈر (PTSD) کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ماہرین نفسیات اور مشیران کی ٹیم تشکیل دی جاسکتی ہے جو متاثرین کو اس دردناک تجربے سے نجات پانے میں مدد دے سکے۔ ان نفسیاتی سیشنز میں متاثرین کو اپنے جذبات کو سمجھنے اور ان سے نمٹنے کی تکنیکیں سکھائی جاسکتی ہیں، جس سے ان کا ذہنی سکون بحال ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ، طبی مراکز میں صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے مخصوص سہولتیں فراہم کرنا بھی ضروری ہے، جیسے کہ ایسے مخصوص کمرے جہاں ان کے علاج کے دوران ان کی پرائیویسی کا خاص خیال رکھا جائے۔ یہ سہولتیں متاثرین کو تحفظ کا احساس دلاتی ہیں اور انہیں اپنی تکلیف کے بارے میں کھل کر بات کرنے کا حوصلہ دیتی ہیں۔ اس طرح کے اقدامات سے نہ صرف متاثرین کی جسمانی حالت بہتر ہوگی بلکہ ان کی ذہنی سکونت اور جذباتی صحت بھی بحال ہو سکے گی، جس سے وہ زندگی کی طرف دوبارہ بڑھنے کے قابل ہو سکیں گے۔[5]

ج) اقتصادی تحفظ:

صنفی تشدد کے متاثرین کو معاشی تحفظ فراہم کرنا ان کی بحالی کے عمل کا ایک اہم حصہ ہے، کیونکہ مالی آزادی اور خودمختاری ان کے لیے نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی سکون کا بھی باعث بنتی ہے۔ جب متاثرہ افراد کو معاشی طور پر سہارا ملتا ہے، تو وہ اپنے فیصلے خود کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور معاشرتی دباؤ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ معاشی تحفظ فراہم کرنے کے لیے حکومت اور غیر حکومتی تنظیمیں مختلف پروگرامز اور اسکیمیں شروع کر سکتی ہیں جو متاثرہ افراد کو روزگار اور کاروبار کے مواقع فراہم کریں۔ ان پروگرامز میں خواتین کے لیے ہنرمندی کی تربیت، چھوٹے کاروباروں کے آغاز کے لیے مالی امداد، اور روزگار کے مواقع شامل ہو سکتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے خواتین کو خودمختار بنانے کے لیے مختلف معاشی پیکجز متعارف کرائے جاسکتے ہیں جن میں ٹریننگ، فنی مہارتوں کا حصول، اور مالی امداد شامل ہو تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہو سکیں۔ غیر حکومتی تنظیمیں بھی اس عمل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، کیونکہ ان کی طرف سے فراہم کی جانے والی امداد اور سپورٹ سسٹمز متاثرین کے لیے ایک مضبوط پلیٹ فارم فراہم کر سکتے ہیں، جس سے وہ اپنے معاشی حالات کو بہتر بنا سکیں۔ معاشی تحفظ کے ذریعے متاثرین کو نہ صرف مالی آزادی حاصل ہوگی بلکہ ان کا اعتماد بھی بحال ہوگا، جو ان کی زندگی میں نئے امکانات کے دروازے کھولے گا۔ انہیں معاشی طور پر آزاد بنانے سے وہ نہ صرف اپنی حفاظت کے قابل ہوں گے بلکہ اپنے بچوں اور خاندان کے لیے بہتر زندگی فراہم کر سکیں گے۔ اس طرح، صنفی تشدد کے متاثرین کو معاشی تحفظ فراہم کرنا ان کی مجموعی بحالی اور سماج میں ان کی دوبارہ شمولیت کے لیے بہت ضروری ہے۔

---

5 *Aḥmad, Yāsir, Pākistānī Thaqāfat aur Khawātīn ke Masāʾil (Lāhor: Bilāl Publishers, 2021*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مبحث سوم حکومت کی ذمہ داریاں

صنفی تشدد کے متاثرین کو قانونی اور سماجی تحفظ فراہم کرنے کے لیے حکومت کا کردار نہایت اہم اور کلیدی ہے۔ حکومت کو نہ صرف قوانین کے نفاذ کو یقینی بنانا چاہیے بلکہ ان قوانین کی مشاورت اور عمل درآمد کی نگرانی بھی کرنی چاہیے تاکہ متاثرین کو فوری اور مؤثر تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ، حکومت کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ متاثرین کے حقوق کا تحفظ ہر سطح پر کیا جائے اور ان کو فوری امداد اور مدد فراہم کی جائے۔[6]

اس مقصد کے لیے حکومت کو ایک مربوط اور جامع نظام قائم کرنا ضروری ہے جو متاثرین کے لیے قانونی، سماجی، اور طبی خدمات کو یکجا کرے۔ حکومت کو عدالتوں اور پولیس کے نظام میں صنفی تشدد سے متعلق مخصوص تربیت فراہم کرنی چاہیے تاکہ وہ متاثرین کے کیسز کو مؤثر اور حساس طریقے سے نمٹائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، حکومتی اداروں کو مل کر پناہ گاہوں، طبی سہولتوں، قانونی امداد، اور دیگر مدد فراہم کرنے کے لیے ایک مربوط نیٹ ورک قائم کرنا چاہیے تاکہ متاثرین کو ان کی ضروریات کے مطابق فوری مدد مل سکے۔ حکومت کا یہ کردار نہ صرف متاثرین کو فوری انصاف دلانے کے لیے ضروری ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ریاست صنفی تشدد کے خاتمے کے لیے سنجیدہ ہے اور اس کے لیے مؤثر اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اس کے علاوہ، حکومت کو عوامی آگاہی اور تعلیم کے پروگرامز بھی چلانے چاہییں تاکہ معاشرتی سطح پر صنفی تشدد کے بارے میں شعور بیدار کیا جا سکے اور اس کے خاتمے کے لیے اجتماعی کوششیں کی جا سکیں۔ اس طرح حکومت کے فعال کردار سے صنفی تشدد کے متاثرین کو تحفظ اور انصاف فراہم کرنے میں مدد ملے گی اور ایک بہتر معاشرتی ماحول قائم ہو سکے گا۔[7]

الف) قانونی اصلاحات:

حکومت کو صنفی تشدد کے متاثرین کے حقوق کے تحفظ کے لیے موجود قوانین کا مسلسل جائزہ لینے اور ان میں درکار تبدیلیوں کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی رویے اور مسائل میں تبدیلیاں آتی ہیں، اور ان تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپ ڈیٹ کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ، نئے قوانین کا نفاذ بھی ضروری ہے تاکہ صنفی تشدد کے متاثرین کو مزید بہتر تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ نئے قوانین کا مقصد متاثرین کو قانون کے مطابق فوری انصاف فراہم کرنا، مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کرنا، اور متاثرین کو قانونی، سماجی اور اقتصادی امداد فراہم کرنا ہو سکتا ہے۔[8]

صنفی تشدد کے خلاف موجود قوانین میں تبدیلیاں، جیسے کہ تشدد کی مختلف نوعیت کو شامل کرنا، متاثرین کی شناخت کے تحفظ کے لیے قوانین میں مزید تحفظات فراہم کرنا، اور ان قوانین کی عملی طور پر نگرانی کرنے کے طریقوں کو مزید مؤثر بنانا، ان تمام اقدامات کی اہمیت ہے۔ حکومت کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ صنفی تشدد کے متاثرین کے لیے قوانین نہ صرف کاغذوں تک محدود ہوں بلکہ ان کا عملی نفاذ بھی اس انداز میں ہو کہ متاثرین کو حقیقی اور فوری انصاف مل سکے۔ اس کے علاوہ، حکومتی اداروں کو ان قوانین کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا ضروری ہے تاکہ متاثرین کو ان کے حقوق کے

[6] *Maudūdī, Abū al-Aʿlā, Khawātīn ke Ḥuqūq aur Masāʾil (Lāhor: Islamic Publications, 1980), 81*

[7] *Maudūdī, Abū al-Aʿlā, Khawātīn ke Ḥuqūq aur Masāʾil (Lāhor: Islamic Publications, 1980), 81*

[8] *Khān, Waḥīd al-Dīn, Khawātīn par Tashaddud: Islāmī Nuqṭa-yi Nazar (Dihlī: Rāh-i Amn Publications, 1999), 78*

بارے میں مکمل علم ہو اور وہ ان حقوق کا استعمال کر سکیں۔ اس بات کو یقینی بنانا کہ صنفی تشدد کے متاثرین کو ہر سطح پر تحفظ فراہم ہو، حکومت کا یہ کردار نہ صرف ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری ہے بلکہ اس سے معاشرتی انصاف اور مساوات کا ماحول بھی قائم ہو گا۔[9]

ب) نیٹ ورک کا قیام:

حکومت کو غیر حکومتی تنظیموں (NGOs) ، کمیونٹی کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں اور دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر ایک مضبوط نیٹ ورک قائم کرنا چاہیے تاکہ صنفی تشدد کے متاثرین کو فوری طور پر پناہ، قانونی مدد، اور دیگر ضروری خدمات فراہم کی جا سکیں۔ اس نیٹ ورک کے ذریعے متاثرین تک فوری اور مؤثر رسائی ممکن بنائی جا سکتی ہے، جس سے ان کی مدد کے لیے جلدی اور آسانی سے اقدامات کیے جا سکیں گے۔ اس نیٹ ورک میں غیر حکومتی تنظیمیں اور کمیونٹی کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیمیں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں کیونکہ یہ ادارے عوام کے قریب ہوتے ہیں اور ان کی رسائی مقامی سطح پر زیادہ ہوتی ہے۔ ان اداروں کا مقصد متاثرین کی فوری رہنمائی کرنا، ان کو قانونی مشاورت فراہم کرنا، پناہ گاہوں کی سہولت فراہم کرنا اور دیگر ضروری مدد فراہم کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ، ان تنظیموں کو حکومت کی طرف سے مالی و قانونی معاونت فراہم کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی خدمات کو مؤثر اور وسیع پیمانے پر فراہم کر سکیں۔ یہ نیٹ ورک متاثرین کو نہ صرف فوری طور پر پناہ اور تحفظ فراہم کرے گا، بلکہ یہ متاثرین کے لیے طویل مدتی بحالی کے اقدامات بھی فراہم کر سکے گا جیسے کہ نفسیاتی مدد، معاشی امداد اور قانون کے ذریعے انصاف تک رسائی۔ اس طرح کا مربوط نظام نہ صرف حکومت اور غیر حکومتی تنظیموں کے درمیان تعلقات کو مستحکم کرے گا بلکہ یہ متاثرین کے لیے ایک ایسا محفوظ ماحول بھی فراہم کرے گا جہاں وہ بغیر کسی خوف یا شرمندگی کے اپنی مدد حاصل کر سکیں گے۔

مبحث چہارم: صنفی بنیاد پر تشدد کی روک تھام کے لیے تعلیم و تربیت، شعوری آگاہی

صنفی بنیاد پر تشدد ایک ایسا معاشرتی مسئلہ ہے جو افراد کی جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی حالت کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے امن اور ترقی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس مسئلے کی روک تھام کے لیے تعلیم و تربیت اور شعوری آگاہی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ فصل اس پہلو پر روشنی ڈالتی ہے کہ کس طرح تعلیمی اقدامات اور شعور اجاگر کرنے کے ذریعے صنفی تشدد کے محرکات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

تعلیم کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:

تعلیم انسان کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید نے علم کی فضیلت کو واضح کرتے ہوئے انسان کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں علم اور قلم کا ذکر کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"[10]

ان آیات میں اللہ نے انسان کو اپنی تخلیق کے ذریعے علم حاصل کرنے اور اپنی معرفت کے راستے کو سمجھنے کی دعوت دی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم انسان کو شعور اور حقوق و فرائض کا احساس دینے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

---

[9] *Khān, Waḥīd al-Dīn, Khawātīn par Tashaddud: Islāmī Nuqṭa-yi Nazar 81*

[10] *al-ʿAlaq 96:1–5*

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تعلیم کی اہمیت سنت کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ نے تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا اور اسے کامیابی کی بنیاد کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ"[11]

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ تعلیم حاصل کرنا نہ صرف مرد بلکہ خواتین کے لیے بھی ضروری ہے، تاکہ معاشرہ علم اور شعور کی بنیاد پر ترقی کرے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم وہ ذریعہ ہے جو انسان کو اپنے رویوں کی اصلاح، عدل و انصاف کے اصول اپنانے، اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری کا درس دیتا ہے۔

بنیادی تعلیم کی اہمیت اور صنفی مساوات کے فروغ میں کردار:

بنیادی تعلیم کا مقصد بچوں کی شخصیت کی بنیاد ایسے اصولوں پر استوار کرنا ہے جو معاشرتی اصلاح اور صنفی امتیاز کے خاتمے میں معاون ثابت ہو۔ ابتدائی تعلیمی مراحل میں بچوں کو اس انداز میں تربیت دینا ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کریں اور کسی صنف کو کم تر نہ سمجھیں۔ رویہ سازی کے عمل کے تحت لڑکوں اور لڑکیوں کو مساوی مواقع کی اہمیت کا شعور دلایا جائے، تاکہ ان کے ذہنوں میں صنفی مساوات کا بیج بویا جاسکے۔ اس ضمن میں تعلیمی نصاب کا کردار کلیدی ہے، جس میں ایسی کہانیاں اور مضامین شامل کیے جائیں جو صنفی برابری اور احترام کو فروغ دیں۔ مثال کے طور پر نصاب میں خواتین کی کامیابیوں، جدوجہد اور ان کے نمایاں کردار کو اجاگر کرنا ضروری ہے تاکہ طلبہ میں صنفی تفریق کے بجائے مساوات کا تصور مضبوط ہو۔[12]

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کا بھی اس تربیتی عمل میں اہم کردار ہے۔ اسکولوں میں مباحثے، ڈرامے، اور کھیلوں جیسی سرگرمیوں کے ذریعے بچوں کو صنفی مساوات کا عملی مظاہرہ سکھایا جاسکتا ہے۔ ان سرگرمیوں سے نہ صرف ان میں ٹیم ورک اور تعاون کے جذبات فروغ پاتے ہیں بلکہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے احترام بھی پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں، والدین کو بھی اس تربیتی عمل کا حصہ بنانا ضروری ہے تاکہ گھر کا ماحول بھی انصاف اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ہو۔ خاندانی شمولیت کے ذریعے بچوں کے رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کے ساتھ صنفی مساوات کے پیغام کو مزید مضبوطی دی جاسکتی ہے۔ اس طرح بنیادی تعلیم نہ صرف بچوں کی اخلاقی تربیت میں معاون ثابت ہوتی ہے بلکہ صنفی تشدد کے خاتمے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

مبحث پنجم: پیشہ ورانہ تربیت کی اہمیت اور صنفی مساوات کے فروغ میں کردار

اساتذہ اور تعلیمی عملے کی پیشہ ورانہ تربیت صنفی حساسیت اور مساوات کے فروغ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ وہ بچوں کی شخصیت سازی اور تعلیمی ماحول پر براہِ راست اثر ڈالتے ہیں۔ صنفی حساسیت کی تربیت کے ذریعے اساتذہ کو یہ شعور دیا جاتا ہے کہ وہ طلبہ کے درمیان صنفی امتیاز کی

[11] *Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah, ḥadīth no. 224*

[12] *Aḥmad, Zāhid, "Pākistān meṅ Gharēlū Tashaddud: ʿAwāmil aur Asarāt," Samājī Taḥqīqātī Journal 19, no. 3 (2021): 54–67*

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

نشاندہی کر سکیں اور ایسے رویے اپنائیں جو صنفی مساوات اور احترام کو فروغ دیں۔ اس کے ساتھ انہیں یہ تربیت دی جاتی ہے کہ وہ نظم و ضبط کے حوالے سے روایتی سزا کے بجائے مشاورت، حوصلہ افزائی، اور شعور بیداری کے اصول اپنائیں، تاکہ بچوں میں مثبت رویے پروان چڑھ سکیں اور وہ دباؤ کے بجائے اعتماد کے ساتھ تعلیم حاصل کریں۔[13]

خواتین اساتذہ کی شمولیت بھی اس تربیتی عمل کا ایک اہم جزو ہے۔ ان کی موجودگی نہ صرف طلبہ کو صنفی مساوات کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی اور تربیت کے ذریعے طلبہ میں متوازن اور غیر متعصب رویے فروغ پاتے ہیں۔ مزید بر آں تعلیمی اداروں میں ماہرین کی نگرانی میں تربیتی ورکشاپس اور پروگرامز منعقد کیے جائیں جن کا مقصد اساتذہ کو صنفی تشدد کی علامات کو پہچاننے، ان کے تدارک کے طریقے سکھانے اور تعلیمی ماحول کو زیادہ مساوی اور محفوظ بنانا ہو۔ ان اقدامات کے ذریعے تعلیمی ادارے نہ صرف صنفی حساسیت کو فروغ دے سکتے ہیں بلکہ ایک ایسا ماحول بھی تشکیل دے سکتے ہیں جو صنفی امتیاز کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرے۔

مخصوص پروگرامز:

کمیونٹی، سماجی تنظیموں، اور تعلیمی اداروں کے تعاون سے صنفی مساوات کے فروغ اور صنفی تشدد کے خاتمے کے لیے مختلف پروگرامز ترتیب دیے جا سکتے ہیں۔

* عوامی آگاہی مہمات : میڈیا، سوشل میڈیا، اور کمیونٹی پروگرامز کے ذریعے صنفی مساوات اور تشدد کے نقصانات کے بارے میں شعور بیدار کیا جائے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں جہاں صنفی امتیاز زیادہ پایا جاتا ہے، ان مہمات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔
* ورکشاپس اور سیمینارز : تعلیمی اداروں میں طلبہ، اساتذہ، اور والدین کے لیے صنفی تشدد اور اس کے سدباب کے موضوع پر ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔
* کمیونٹی کی سطح پر اقدامات : کمیونٹی لیڈرز، علماء، اور مشائخ کو شامل کر کے ایسے پروگرام ترتیب دیے جائیں جو مذہبی اور سماجی اقدار کی روشنی میں صنفی تشدد کے خلاف شعور اجاگر کریں۔
* بچوں کے لیے سرگرمیاں : بچوں کے لیے کہانی نویسی، ڈرامے، اور آرٹ کے مقابلوں کا انعقاد کیا جائے، جن کا مقصد صنفی مساوات کے اصولوں کو عام کرنا ہو۔

نصاب میں اصلاحات کی اہمیت اور صنفی مساوات کے فروغ میں کردار:

تعلیمی نظام کو مؤثر اور جامع بنانے کے لیے نصاب میں اصلاحات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک ایسا نصاب جو صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کے اصولوں کو فروغ دے نہ صرف طلبہ کی ذہنی نشوونما کے لیے مددگار ہوتا ہے بلکہ معاشرتی رویوں میں مثبت تبدیلی کا باعث بھی بنتا ہے۔ اس مقصد کے لیے نصاب میں درج ذیل تبدیلیاں ناگزیر ہیں:

---

13 *ʿAlī, Fāṭima, "Pākistān meṅ Nafsiyātī Masāʾil aur Khawātīn," Maʿāshratī Taḥqīqātī Journal 15, no. 1 (2023): 32*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

نصابی مواد کی تشکیل:

درسی کتب میں ایسے مضامین شامل کیے جائیں جو صنفی تشدد کے اسباب، نقصانات، اور اس کے سدباب کے مؤثر طریقوں کو اجاگر کریں۔ اساتذہ اور طلبہ کو ان مضامین کے ذریعے یہ شعور دیا جائے کہ صنفی بنیاد پر امتیاز ایک سماجی مسئلہ ہے جس کے خاتمے کے لیے مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ صنفی تشدد سے پیدا ہونے والے منفی اثرات اور ان کے تدارک کے اصولوں پر مبنی مواد طلبہ کے اندر ایک مثبت سوچ کو پروان چڑھانے میں مددگار ہوگا۔[14]

تاریخی کردار کی شمولیت:

نصاب میں ان تاریخی شخصیات کو نمایاں کیا جائے جنہوں نے انسانی حقوق، انصاف، اور صنفی مساوات کے لیے جدوجہد کی ہو۔ ان شخصیات کی زندگی کے واقعات، خدمات، اور ان کے نظریات طلبہ کو عملی زندگی میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب فراہم کریں گے۔ اس سے نہ صرف طلبہ میں انسانی حقوق کا شعور پیدا ہوگا بلکہ وہ سماجی انصاف کے اصولوں کو سمجھنے اور اپنانے کے قابل بھی بنیں گے۔

مثبت کہانیاں اور کردار:

نصاب میں ایسی کہانیاں شامل کی جائیں جو صنفی مساوات، انصاف، اور باہمی احترام کے اصولوں کو اجاگر کریں۔ مثلاً کہانیاں جن میں لڑکے اور لڑکیوں کو برابر کے مواقع ملتے ہیں اور وہ کامیابی کے میدان میں قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ ایسی کہانیاں طلبہ کے ذہنوں میں مثبت رویے تشکیل دیتی ہیں اور صنفی امتیاز کے خاتمے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

عملی سرگرمیاں:

تعلیمی نصاب میں عملی سرگرمیوں کا شامل ہونا صنفی مساوات کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ طلبہ کو گروپ پروجیکٹس، مباحثوں، اور ورکشاپس کے ذریعے صنفی تشدد کے موضوع پر آگاہی دی جاسکتی ہے۔ ان سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کو مختلف صنفوں کے ساتھ کام کرنے اور ان کے تجربات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے، جو ان کے اندر مساوی رویے پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ان نصابی اصلاحات کے ذریعے طلبہ نہ صرف صنفی امتیاز کی حقیقت کو سمجھ سکیں گے بلکہ اپنی روزمرہ زندگی میں مساوات اور انصاف کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی عملی تربیت بھی حاصل کریں گے۔ یہ اقدامات صنفی تشدد کے خاتمے کے لیے ایک دیرپا اور مؤثر حل فراہم کرسکتے ہیں۔[15]

تعلیمی اداروں میں صنفی حساسیت کی پالیسی:

تعلیمی اداروں میں صنفی حساسیت کے اصولوں پر مبنی پالیسیاں اپنائی جائیں:

* انسداد ہراسانی پالیسی: ہر تعلیمی ادارے میں انسداد ہراسانی کی پالیسی بنائی جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔

---

[14] *Ravīn, Nasrīn, ʿAurat, Tashaddud aur Muʿāshira, 89*

[15] *Khān, Waḥīd al-Dīn, Khawātīn par Tashaddud: Islāmī Nuqṭa-yi Nazar (Dihlī: Rāh-i Amn Publications, 1999), 70*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

* رہنمائی مراکز: طلبہ کو رہنمائی فراہم کرنے کے لیے کونسلنگ سینٹرز قائم کیے جائیں، جہاں وہ کسی بھی صنفی امتیاز یا تشدد کے خلاف مدد حاصل کر سکیں۔
* شکایت کا نظام: طلبہ کو یہ اعتماد دیا جائے کہ وہ صنفی تشدد کے واقعات کی شکایت کر سکیں اور ان کی شکایات پر فوری کارروائی ہو۔

شعوری آگاہی کی اہمیت:

شعوری آگاہی کسی بھی معاشرتی مسئلے کے خاتمے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، خاص طور پر صنفی تشدد جیسے حساس موضوع کے حوالے سے۔ یہ آگاہی افراد اور معاشرے کو اس بات کا شعور فراہم کرتی ہے کہ صنفی تشدد نہ صرف ایک اخلاقی مسئلہ ہے بلکہ یہ انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی بھی ہے۔ صنفی تشدد کے نقصانات کا دائرہ محدود نہیں بلکہ اس کے اثرات متاثرہ فرد کے ساتھ ساتھ خاندان اور معاشرتی ڈھانچے پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ شعوری آگاہی کے ذریعے ان رویوں کو بدلا جا سکتا ہے جو صنفی بنیاد پر تفریق اور امتیاز کو جنم دیتے ہیں، اور افراد کو ایک مساوی اور انصاف پسند معاشرے کے قیام میں شریک کیا جا سکتا ہے۔[16]

میڈیا کا کردار:

میڈیا شعوری آگاہی پیدا کرنے کے لیے ایک طاقتور اور مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات، اور خاص طور پر سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر ایسے پیغامات نشر کیے جائیں جو صنفی مساوات، حقوق، اور صنفی تشدد کے خلاف حساسیت کو فروغ دیں۔ ڈراموں، اشتہارات، اور ڈاکیومنٹریز کے ذریعے عوام کو یہ باور کرایا جا سکتا ہے کہ صنفی تشدد کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ، مشہور شخصیات کے ذریعے اس مسئلے پر گفتگو اور آگاہی مہمات عوامی توجہ حاصل کرنے کا ایک مؤثر طریقہ ہو سکتا ہے۔

کمیونٹی کی سطح پر آگاہی:

شعوری آگاہی کے لیے کمیونٹی کی سطح پر مہمات کا انعقاد انتہائی اہم ہے، خاص طور پر دیہی اور پسماندہ علاقوں میں جہاں صنفی امتیاز کی شدت زیادہ ہوتی ہے۔ ان مہمات میں ورکشاپس، سیمینارز، اور عوامی اجتماعات کے ذریعے لوگوں کو صنفی تشدد کے نقصانات اور اس کے خاتمے کے طریقوں کے بارے میں آگاہ کیا جا سکتا ہے۔ کمیونٹی لیڈرز، علماء، اور اساتذہ کو ان مہمات میں شامل کیا جائے تاکہ وہ مقامی سطح پر مثبت رویوں کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اس کے علاوہ، دیہی علاقوں میں خواتین کے لیے خصوصی آگاہی سیشنز کا انعقاد بھی ضروری ہے تاکہ وہ اپنے حقوق اور دستیاب وسائل سے واقف ہو سکیں۔

قانونی شعور:

عوام کو یہ شعور دینا بھی ضروری ہے کہ صنفی تشدد کے خلاف قانونی چارہ جوئی ان کا بنیادی حق ہے۔ بہت سے لوگ اس بات سے لاعلم ہوتے ہیں کہ وہ کس طرح قانونی طریقے سے اپنے آپ کو یا دوسروں کو صنفی تشدد سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ انہیں ملکی قوانین، تحفظ کے اقدامات، اور حکومتی اداروں کی دستیاب خدمات کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں۔ خاص طور پر خواتین کے لیے قانونی مدد فراہم کرنے والے

---

16 *ʿAlī, Fāṭima, "Pākistān meṅ Nafsiyātī Masāʾil aur Khawātīn," Maʿāshratī Taḥqīqātī Journal 15, no. 1 (2023): 32*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اداروں، ہیلپ لائنز، اور شیلٹر ہومز کے بارے میں شعور پیدا کیا جائے، تاکہ وہ خود کو محفوظ محسوس کر سکیں اور مشکل وقت میں مناسب مدد حاصل کر سکیں۔[17]

والدین اور خاندان کا کردار:

خاندان، فرد کی ابتدائی تربیت کا سب سے اہم ادارہ ہے، جہاں بچے اپنی زندگی کے پہلے چند سال گزار کر معاشرتی اصولوں، اقدار، اور اخلاقیات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ والدین اس تربیتی عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ ان کا رویہ اور طرزِ عمل بچوں کے شخصیت اور ذہنیت کی تشکیل میں بنیادی اثر ڈالتے ہیں۔ جب والدین صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کے اصولوں کو اپناتے ہیں، تو وہ اپنے بچوں کو ایک مثالی اور مثبت رویہ سکھاتے ہیں جس سے بچے معاشرتی زندگی میں احترام، انصاف، اور مساوات کے اصولوں کو فروغ دیتے ہیں۔

صنفی امتیاز کے خاتمے پر زور:

والدین کو اپنے بچوں کی ابتدائی تربیت میں صنفی امتیاز کے خاتمے پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کو بچپن ہی سے یہ سکھائیں کہ مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے اور دونوں جنسوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ بچے جب اپنے والدین کو صنفی امتیاز سے آزاد رویے اپناتے دیکھیں گے، تو وہ بھی اس رویے کو اپنائیں گے۔ والدین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ گھر کا ماحول ہی بچے کی ابتدائی تربیت کا ذریعہ ہوتا ہے، اور اگر یہ ماحول صنفی مساوات پر مبنی ہو تو بچے اس سے متاثر ہو کر معاشرتی زندگی میں صنفی امتیاز کے خاتمے کی کوشش کریں گے۔[18]

والدین کے رویے کا اثر:

والدین کے رویے اور طرزِ عمل کا بچے پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ والدین کو خود ایسے رویے اپنانا ہوں گے جو احترام، مساوات اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہوں۔ اگر والدین لڑکے اور لڑکی دونوں کو یکساں مواقع، احترام اور آزادی دیتے ہیں، تو بچے بھی اسی رویے کو اختیار کرتے ہیں۔ والدین کی جانب سے لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لیے ایک جیسے حقوق اور مواقع دینے کا عمل بچوں میں نہ صرف صنفی مساوات کے جذبات کو پیدا کرتا ہے بلکہ یہ انھیں ایک بہتر انسان بنانے میں مددگار بھی ثابت ہوتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے صنفی مساوات اور حقوق کے بارے میں انہیں آگاہ کریں اور ان کے ذہنوں میں صنفی امتیاز کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔[19]

تشدد کے خاتمے کے لیے شعور دینا:

والدین کو یہ بھی سکھانا چاہیے کہ تشدد کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے، اور تمام افراد کے ساتھ مساوی سلوک کرنا ضروری ہے۔ جب والدین خود اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ تشدد کا استعمال کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوتا، تو بچے بھی یہ سیکھتے ہیں اور ان میں تشدد کے خلاف مثبت رویہ پیدا ہوتا ہے۔ والدین

---

[17] *ʿAlī, Fāṭima, "Pākistān meṅ Nafsiyātī Masāʾil aur Khawātīn," Maʿāshratī Taḥqīqātī Journal 15, no. 1 (2023): 32*

[18] *Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, Islām aur Khawātīn ke Ḥuqūq (Islāmābād: Idāra Taḥqīqāt Islāmī, 2010), 89*

[19] *Khān, Waḥīd al-Dīn, Khawātīn par Tashaddud: Islāmī Nuqṭa-yi Nazar (Dihlī: Rāh-i Amn Publications, 1999), 81*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کو چاہیے کہ وہ بچوں کو بتائیں کہ اختلافات کو بات چیت اور سمجھوتے کے ذریعے حل کرنا چاہیے، نہ کہ تشدد کے ذریعے۔ بچے جب اپنے والدین کو اس اصول پر عمل کرتے دیکھیں گے، تو وہ بھی اپنی زندگی میں تشدد سے بچنے اور مسائل کو دوستانہ انداز میں حل کرنے کی کوشش کریں گے۔[20]

مذہبی اور سماجی رہنماؤں کی شمولیت:

مذہبی اور سماجی رہنماؤں کا کردار کسی بھی معاشرتی تبدیلی میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ افراد اپنے اثر و رسوخ سے لوگوں کی ذہنیت اور رویوں کو مثبت سمت دے سکتے ہیں۔ خاص طور پر صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کے معاملے میں، مذہبی اور سماجی رہنما نہ صرف نظریاتی بنیاد فراہم کرتے ہیں بلکہ عملی طور پر بھی معاشرتی تبدیلی کے عمل میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ان رہنماؤں کی شمولیت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ صنفی مساوات کے اصول اور تشدد کے خاتمے کے پیغامات معاشرتی سطح پر مؤثر طریقے سے پہنچیں۔

مذہبی رہنماؤں کا کردار:

مذہب ہمیشہ سے انسانوں کی اخلاقی تربیت اور رویوں کی اصلاح کا ذریعہ رہا ہے۔ مذہبی رہنما معاشرتی مسائل کے حل میں بہت مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں، خاص طور پر صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کے حوالے سے۔ اسلام، جیسے دیگر آسمانی مذاہب، صنفی مساوات کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ مذہبی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے خطبوں، جلسوں، اور بیانات میں قرآن و سنت کی روشنی میں صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کی اہمیت کو اجاگر کریں۔ اسلامی تعلیمات میں واضح طور پر انسانوں کے درمیان برابری اور مساوات کا پیغام دیا گیا ہے، اور یہ تعلیمات سماجی رہنماؤں کو معاشرتی رویوں میں تبدیلی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

مذہبی رہنما یہ بات سمجھا سکتے ہیں کہ صنفی امتیاز اور تشدد نہ صرف انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ یہ اللہ کی رضا کے بھی مخالف ہے۔ قرآن مجید اور حدیث میں عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔ جب مذہبی رہنما ان آیات اور حدیث کی وضاحت کریں گے، تو ان کے اثرات عوامی سطح پر وسیع ہوں گے اور لوگ اپنے رویوں کو بہتر بنانے کے لیے تیار ہوں گے۔[21]

سماجی رہنماؤں کا کردار:

سماجی رہنماؤں کا کردار بھی کسی کمیونٹی میں صنفی مساوات اور تشدد کے خاتمے کے لیے نہایت اہم ہے۔ سماجی رہنما عوامی سطح پر لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی لانے اور معاشرتی سطح پر خواتین اور دیگر کمزور طبقات کے تحفظ کے لیے اقدامات کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ سماجی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ کمیونٹی کے اندر ایسے اقدامات کی حوصلہ افزائی کریں جو خواتین اور کمزور طبقات کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ اس میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے قوانین کی حمایت کرنا، کمیونٹی کے اندر آگاہی مہم چلانا، اور خواتین کے لیے محفوظ ماحول فراہم کرنے کے لیے اقدامات کرنا شامل ہے۔ سماجی رہنما اپنی پوزیشن اور اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے ان مسائل پر بات چیت کر سکتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ صنفی مساوات اور تشدد کے

[20] *Parvīn, Khursheedah, ʿAurat aur Tashaddud (Lāhor: Sang-e Mīl Publications, 2005), 312*
[21] *Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, Islām aur Khawātīn ke Ḥuqūq (Islāmābād: Idāra Taḥqīqāt Islāmī, 2010), 81*

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

خاتمے کے حوالے سے معاشرتی سطح پر عملی اقدامات کیے جائیں۔ وہ کمیونٹی کے اندر ورکشاپس، سیمینارز، اور آگاہی پروگرامز منعقد کر کے لوگوں کو صنفی تشدد کے بارے میں آگاہ کر سکتے ہیں اور اس کے خاتمے کے لیے مؤثر حکمت عملیوں کو اپنانے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

پاکستانی معاشرت میں صنفی تشدد ایک پیچیدہ اور گہرے سماجی، ثقافتی اور قانونی عوامل کا نتیجہ ہے۔ ضلع ملتان، جو اپنے صوفیانہ ورثے، زراعتی بنیاد اور تاریخی مقام کے سبب شہرت رکھتاہے، اس مسئلے کی ایک منفرد مگر فکر انگیز تصویر پیش کرتا ہے۔ یہاں خواتین کی زندگی جاگیردارانہ روایات، مردانہ تسلط پر مبنی سماجی ڈھانچے، اور مروجہ رسم و رواج کے جال میں گتھی ہوئی ہے۔ دیہی علاقوں میں "ونی" اور "سوارہ" جیسی رسومات، وراثتی حقوق کی محرومی، اور گھریلو تشدد عام ہیں، جبکہ شہری علاقوں میں معاشی، نفسیاتی اور ادارہ جاتی رکاوٹیں خواتین کو بااختیار ہونے سے روکتی ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو عورت کی عزت و حرمت محض اخلاقی قدر نہیں بلکہ ایک شرعی ذمہ داری ہے۔﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾(النساء4:19)میں "معروف" کا مفہوم عورت کے ساتھ ہر سطح پر حسنِ سلوک، عدل اور عزت پر مبنی تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا» :خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ « (مسند احمد، 9:45)جو نہ صرف تشدد کی نفی کرتا ہے بلکہ خاندانی زندگی میں محبت، ایثار اور انصاف کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ضلع ملتان میں کی جانے والی مختلف سروے رپورٹس اور فیلڈ اسٹڈیز بتاتی ہیں کہ زیادہ تر خواتین صنفی تشدد کے واقعات رپورٹ نہیں کرتیں کیونکہ وہ قانونی عمل درآمد کے نظام پر اعتماد نہیں رکھتیں۔ پولیس، عدلیہ اور دیگر ریاستی ادارے اکثر صنفی حساسیت سے محروم ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پناہ گاہوں اور بحالی مراکز کی کمی خواتین کو مزید خطرات سے دوچار کرتی ہے۔ قانونی لحاظ سے "پنجاب پروٹیکشن آف وومن اگینسٹ وائلنس ایکٹ 2016" جیسے قوانین موجود ہیں، مگر ان پر عمل درآمد میں کمزوریاں ہیں۔ سماجی سطح پر، مردانہ غلبے کے بیانیے، مذہبی متون کی محدود اور سیاق سے ہٹی ہوئی تفاسیر، اور تعلیمی و معاشی محرومیاں خواتین کے تحفظ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس پس منظر میں، تزویراتی اقدامات ناگزیر ہیں۔ ان میں سب سے اہم تعلیم، قانونی اصلاحات، سماجی بیانیے کی تبدیلی، اور معاشی خود مختاری کی فراہمی ہے۔ میڈیا، مذہبی رہنما، تعلیمی ادارے اور سول سوسائٹی کو مل کر ایسا ماحول پیدا کرنا ہو گا جہاں خواتین کو نہ صرف تحفظ حاصل ہو بلکہ وہ خود اپنے فیصلے کرنے اور اپنی زندگی کی سمت متعین کرنے کی آزادی رکھیں۔ صنفی تشدد کا خاتمہ محض قانون سازی سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے ایک ہمہ گیر سماجی تحریک کی ضرورت ہے جو انسانیت کی حرمت، اسلامی اقدار، اور جدید انسانی حقوق کے اصولوں کو یکجا کر کے آگے بڑھے۔

سفارشات وتجاویز

* صنفی مساوات پر مبنی نصاب کو اسکول اور مدرسہ دونوں میں شامل کیا جائے۔
* پولیس اور عدلیہ کو صنفی حساسیت کی خصوصی تربیت دی جائے۔
* خواتین کے لیے محفوظ پناہ گاہیں اور ری ہیبلیٹیشن سنٹرز قائم کیے جائیں۔
* معاشی خود مختاری کے لیے ہنر مندی اور مائیکرو فنانس اسکیمیں چلائی جائیں۔
* میڈیا کے ذریعے مثبت صنفی بیانیہ فروغ دیا جائے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

* مذہبی رہنماؤں کو صنفی مساوات کے قرآنی و نبوی پہلو اجاگر کرنے میں شامل کیا جائے۔
* دیہی علاقوں میں روایتی مضر رسومات کے خلاف بیداری مہم چلائی جائے۔
* قانونی عمل درآمد کے نظام میں احتساب کو یقینی بنایا جائے۔
* خواتین کے لیے مفت قانونی امداد کی سہولت فراہم کی جائے۔
* صنفی تشدد کے اعداد و شمار جمع کرنے کے لیے مقامی سطح پر ریسرچ سینٹرز قائم کیے جائیں۔